ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

یونس جاوید کی ادبی صحافت

*محمد وقار عظیم
ریسرچ سکالر، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس
**نزہت بشیر
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، ٹوبہ ٹیک سنگھ

ABSTRACT:
Younus Javaid is renowned in the literary world for his essence, knowledge, and mysticism. His comprehensive understanding is intertwined with art, personality, and diligent effort. His journey underscores the reality that success and recognition aren't inherited but require diligent effort and perseverance. Over time, he progresses on the path of nurturing and development, relying on both innate abilities and adherence to natural laws. He emphasizes the importance of education and upbringing in shaping one's character and guiding them towards fulfilling their rights and duties, ultimately leading to recognition and success. Younus Javaid's versatility spans across various literary genres and journalism, earning him individual recognition. His impeccable personality, consistent temperament, love for knowledge, and scholarly perspective have established his unique identity in academic and literary circles. Despite fulfilling familial responsibilities, he approaches his professional duties with honesty and dedication, distinguishing himself in his field. This journey highlights the essence of personal inclination, hard work, and quest for knowledge in shaping one's profession and achieving recognition. Through Younus Javaid's story, the importance of education, integrity, and perseverance in navigating the journey towards success and recognition is illuminated, emphasizing the significance of individual efforts and adherence to principles.

Key Words: *Journalisim, Comprehensive, Versatility, Mysticism, Perseverance*

فطری طور پر ہر انسان میں تجسس کا مادہ پایا جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو ارد گرد کے ماحول سے آگاہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ انسان جسے ایک معاشرتی حیوان کہا جاتا ہے کے نزدیک زندگی کی بقا کے لیے اس کا اولین فرض اپنی جان اور اپنے مال کی حفاظت ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے ارد گرد کے ماحول اور انسانوں سے باخبر رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ زندگی کی ابتدا ہی سے انسان اپنی زندگی میں معلومات کو اہمیت دیتا آیا ہے۔ نہ صرف انسان بلکہ حیوان بھی اپنی باخبری اور حفاظت کے لیے مناسب شعور کو رکھتے ہیں۔ خالقِ کائنات نے انسان میں جستجو کا مادہ رکھا ہے۔ وہ دن رات نئے نئے واقعات کی تلاش میں رہتا ہے اور اس کی یہ پیاس کبھی بجھتی نظر نہیں آتی۔ اسی تجسس کے باعث آدم کو بہشت چھوڑنی پڑی اور رفتہ رفتہ یہی چیز انسانی ترقی اور صحافت کا سنگ بنیاد قرار پائی۔ یہ چیز انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ جو کچھ وہ سوچتا ہے اور محسوس کرتا ہے۔ اس میں وہ دوسرے ہم جنسوں کو بھی شریک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسان کی اسی فطری خواہش نے "صحافت" کو جنم دیا ہے۔

ادب اور صحافت کا آپس میں گہرا رشتہ ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اُردو صحافت نے بھی انگریزی صحافت کے زیرِ اثر خود کو پروان چڑھایا۔ اردو میں باقاعدہ طور پر صحافتی سرگرمیوں کا آغاز انگریزوں کی آمد سے ہی ہوا۔ انگریزوں نے اپنے خیالات و افکار کے پرچار کی خاطر یہاں صحافت کو فروغ دیا جس کے نتیجے میں اردو اخبارات کا بھی اجرا ہوا۔ دورِ جدید میں "صحافت" کی اصطلاح ان تمام معانی و مفاہیم کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ جن کی وساطت سے خبریں، تبصرے، معلومات، دنیا کے ہر پل بدلتے سیاسی، سماجی، معاشرتی، معاشی حالات پر تبصرے، تجزیے عوام تک پہنچتے ہیں۔ دنیا میں ہر لمحے بدلتے ہوئے تبدیلی کے واقعات اور ان واقعات سے متاثر کرنے والی سوچ، سرگرمیاں اور نظریات ایک لکھنے والے کے لیے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

بنیادی مواد کا کام کرتے ہیں۔ معلومات کی فراہمی، اخبارات و جرائد کے کاروبار کا انتظام و انصرام، اشتہارات وغیرہ صحافت کے مختلف شعبے شمار ہوتے ہیں۔ اس ساری صورتِ حال سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ صحافت زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ایوانِ اقتدار کے مکینوں کی دل چسپی اور صحافت کے وسیع شعبہ کی اہمیت کی وجہ سے صحافت کو حکومت کا چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے۔ یہ زندگی کی تمام صحت مندانہ سرگرمیوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ لکھنے والے ملک کی بہترین اور خوشحالی کے لیے رائے عامہ کو تشکیل دیتے ہیں۔

صحافت عربی زبان کے لفظ "صحف" سے ماخوذ ہے۔ جس کے لغوی معنی کتاب، رسالے یا صفحے کے ہیں۔ انگریزی زبان میں اس کا متبادل لفظ "جرنلزم" (Journalism) ہے جو لفظ "جرنل" (Journal) سے ماخوذ ہے۔ اس کے لفظی معنی "روزانہ کے حساب کا بہی کھاتہ" یا "روزنامچہ" کے ہیں۔ زمانہ قدیم میں صحف یعنی صحیفہ اور صحائف کی اصطلاحیں "مقدس تحریروں" کے لیے مخصوص تھیں اور مقدس کتب یا آسمانی صحائف کے قلمی نسخے تیار کرنے والے خوش نویس "صحافی" کہلاتے تھے۔ رفتہ رفتہ علمی، ادبی اور فلسفیانہ تحریریں صحائف کے زمرے میں شمار ہونے لگیں۔ صحافت لفظ "صحیفہ" سے نکلا ہے، جس کے لغوی معنی رسالہ یا مقدس کتاب ہیں۔ بہر حال عملاً ایک عرصۂ دراز سے صحیفے سے مراد ایسا مطبوعہ مواد ہے جو مقررہ وقفوں کے بعد شائع ہوتا ہے۔ چنانچہ تمام اخبار و رسائل صحیفے ہیں اور جو لوگ ان کی ترتیب و تحسین اور تحریر سے وابستہ ہیں۔ انھیں "صحافی" کہا جاتا ہے اور ان کے پیشے کو "صحافت" کا نام دیا جاتا ہے۔ (۱)

گویا صحافت کے دائرۂ کار میں وہ تمام مطبوعہ مواد آجاتا ہے۔ جو مقررہ وقفوں سے شائع ہوتا ہے۔ اس تعریف کے مطابق تمام روزنامے،، ہفت روزے، پندرہ روزے، ماہنامے، دوماہی یا سہ ماہی، ششماہی یا اسی طرح کسی بھی مقررہ وقفے سے شائع ہونے والی تمام مطبوعات صحافت کے دائرے میں شامل ہیں اور ہم اپنی سہولت کے لیے آسان الفاظ میں صحافت کی تعریف اس طرح کر سکتے ہیں کہ ایسی تمام مطبوعات، جو مقررہ وقفے کے بعد شائع کی جاتی ہیں، وہ صحیفے ہیں اور ان کی ترتیب و تنظیم کے فن کا نام صحافت ہے۔ (۲)

اردو میں ادبی صحافت کا آغاز "خیر خواہ ہندو" سے ہوتا ہے، جو ۱۸۳۷ء میں مرزاپور سے پادری آر سی ماتھر کی ادارت میں شائع ہوا تھا۔ آج ادبی صحافت کی عمر کم و بیش 180 برس ہو چکی ہے اور اس طویل عرصے میں اردو کے سینکڑوں رسالے جاری ہوئے اور بند ہو گئے۔ چونکہ ادبی رسالہ شائع کرنا خالص تحقیقی نوعیت کا کام ہے، اس لیے اس کی ادارت کے لیے اسی طرح کے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جو ادب اور زبان کی سب باریکیوں سے واقف ہو۔ بہت سے تخلیقی میدان میں نااہل جب ادبی صحافت میں داخل ہوتے ہیں تو وہ بہت جلد میدان چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ نتیجتاً ادبی اخبار و رسائل بند ہو جاتے ہیں۔ ادبی صحافت کا بنیادی مقصد ادب کی تفہیم میں مدد کرنا اور عوام میں ادب کا ذوق پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے ایسے فن کاروں اور ادیبوں کو منظر عام پر لانا بھی اس کے مقصد میں شامل ہے، جو اپنی بعض مجبوریوں کی بنا پر عوام کے سامنے نہیں آپاتے ہیں۔ اردو میں ایسی صحافت تقریباً سبھی اخبار و رسائل کرتے ہیں۔

ہر قوم اپنی مخصوص ثقافت کی بدولت پہچانی جاتی ہے۔ صحافت جس ملک کی نمائندگی کرتی ہے قدرتی طور پر اسی ملک کی ثقافت کا رنگ اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ غیر ارادی طور پر اس کی تشہیر کرتی ہے اور اخبارات و رسائل اسی صورت میں دوسروں کی نظروں میں جچتے ہیں جب وہ اپنا مخصوص رنگ لئے ہوئے ہوں۔ اس لئے اخبارات کو اپنی ثقافت کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر صحافت ہر معرکے پر اپنی حقیقت پسندانہ نظریاتی جنگ پیش کرے تو ملک و قوم کی ترقی کے منازل بآسانی طے ہو سکتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ادبی صحافت میں اگر نظریاتی جنگ کا نمونہ دیکھنا ہے تو شبلی نعمانی اور سر سید احمد خاں کی زرین تحریریں صحافتی آسمانی افق پر اپنی مثال آپ ہیں۔ سماجی اور عملی جدوجہد کے ضمن میں شبلی نعمانی اور سر سید احمد خان کا ایک بڑا اجتہادی کارنامہ ان کی سیاسی فکر کی صورت میں سامنے آیا۔ جس نے بیسویں صدی کی اولین دو دہائیوں کے دوران مسلمانوں کے سیاسی رویوں اور ترجیحات کی تشکیل میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ یہ دونوں مفکرین طباعی، ذہانت اور ایجاد پسندی کی ایسی خداداد صلاحیتوں سے مالا مال تھے جنہیں ان کی حریت فکر نے مزید جلا دی تھی۔ تعقل اور تفکر کی قوتیں جو قدرت کی طرف سے ان پر ارزاں کی گئی تھیں انہیں اپنے وقت کے نامور علماء اور ماہرین سے اکتساب فیض کے ذریعے مزید جلا حاصل ہوئی۔

کسی فرد کی صحافتی خدمات کے جائزہ لینے کے لیے اُس شخصیت کے کام کی ماہیت، تاریخ، صحافتی زبان، فن ادارت، اداریہ نویسی، فیچر نگاری، کالم نگاری، تبصرہ نگاری، انٹرویو، جریدے کی تیاری و تنظیم پر بحث کرتے ہیں۔

یونس جاوید کی "صحیفہ" کے لیے خدمات اور صحافت کی تعریف کو مد نظر رکھا جائے تو یونس جاوید حقیقی صحافی کے روپ میں نظر آتے ہیں۔ جس کی صحافتی خدمات سنہرے الفاظ سے لکھنے کے لائق ہیں۔ حقیقت میں صحافت کا لفظ ہی "صحیفہ" سے نکلا ہے۔ "صحیفہ" کے لغوی معنی ہیں کتاب یا رسالہ بہر حال عملاً ایک عرصہ دراز سے صحیفے سے مراد ایسا مطبوعہ مراد ہے جو مقررہ وقتوں کے بعد شائع ہوتا ہے۔ چنانچہ تمام اخبار اور رسائل در حقیقت صحیفے ہی ہیں۔

یونس جاوید اپنی ذات، علم و عرفان میں ادبی دنیا کا معتبر حوالہ ہیں۔ ان کی ہمہ گیریت کا راز فن و شخصیت اور محنتِ شاقہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ ان کا ادبی سفر اس بات کا غماز ہے کہ اس دنیا میں کوئی بھی انسان ماں کے پیٹ سے عزت، شہرت، دولت اور ناموری لے کر پیدا نہیں ہوتا بلکہ اسے دنیا میں پیدا ہونے کے بعد ہی حاصلات و ثمرات کے لیے تگ و دو کرنا پڑتی ہے۔ وقت اور حالات جیسے جیسے اسے آگے بڑھنے کی تحریک و اجازت دیتے ہیں وہ پرورش کے مدارج اور تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا جاتا ہے۔ فوق الفطرت قوت کے بغیر انسان نہ تو آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنی کامیابی سے دوسروں کو متاثر کر سکتا ہے۔ اسے ہر حال قانون قدرت پر انحصار اور ایمان رکھنا پڑتا ہے۔ تب کہیں جا کر اسے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے الگ الگ صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔ ہر انسان کا اندازِ فکر الگ الگ ہے اور اپنی فکر کے مطابق اپنے کام میں مصروف نظر آتا ہے۔ اس کی ساری صلاحیتوں کا دارومدار اس کی لگن اور دلچسپی سے جڑا ہے۔ حقیقت میں اُس کی ذاتی لگن، محنت اور جستجو اس کے پیشے کا تعین کرتی ہے۔ پھر اُسی سے اُس کی پہچان بنتی ہے اور اُسی شعبے میں کامیابیوں اور کامرانیوں کے جھنڈے گاڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہی یونس جاوید کی کہانی ہے کہ اس ضمن میں اُن کی فکر اور فن کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تعلیم و تربیت شخصیت کی تعمیر کا سب سے بہترین پیمانہ ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ انسان کو حقوق و فرائض کا درس دے کر ایسے موڑ پر لا کھڑا کرتا ہے جہاں اس کا فن، نام اور عزم شہرت کی بلندی پر نظر آتا ہے۔ یونس جاوید ایک ایسی ہی شخصیت ہیں جو مختلف اصنافِ ادب میں طبع آزمائی کے ساتھ ساتھ صحافت سے بھی وابستہ رہے جس کی بدولت انھیں انفرادی مقام حاصل ہے انھوں نے علمی و ادبی حلقوں میں اپنی بے لوث شخصیت، مستقل مزاجی، علم دوستی، محققانہ نگاہ سے اپنی الگ پہچان بنائی۔ انھوں نے اپنے خاندان کی کفالت کے ساتھ ساتھ اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو بھی پوری ایمانداری اور احسن طریقے سے نبھایا۔ یہی ان کی پہچان اور خاصہ ہے۔ یونس جاوید لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

"میں نے اکتیس سال "صحیفہ" جیسے جریدے کو ایڈٹ کیا ہے۔ شروع میں چار منتخب کہانیاں، چار اعلیٰ ترین غزلیں، چار نظمیں، چار مضامین، چار تبصرے اور اس کے علاوہ سندھی، پنجابی، بلوچی، پشتو، براہوی کی نظموں کا اصل متن کے ساتھ اردو میں ترجمہ، افریقی شاعری کے تراجم، عربی نظموں کے تراجم شائع کیے۔ (حوالے کے لیے امجد اسلام امجد کی کتاب "عکس" ملاحظہ ہو، جس کے تمام تراجم پہلے میں نے "صحیفہ" میں شائع کیے اور بعد میں مجلس نے اسے کتابی صورت میں شائع کیا) ان منتخب افسانوں، غزلوں، نظموں اور تراجم کی بدولت "صحیفہ" بے حد مقبول اور معیاری کہلانے لگا۔ اس کا حجم بھی اڑھائی سو صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ دور جدید میں 1977ء سے شروع کیا تھا۔ "صحیفہ" ادیبوں میں کچھ اس قدر مقبول ہوا کہ "فنون" کے لیے دفتر آنے والے ادیب، شاعر "فنون" کب تک آ جائے گا۔ پوچھنے کی بجائے "صحیفہ" کے بارے میں یہ جان کر خوش ہو جاتے کہ وہ تیار ہے۔ دوماہی "صحیفہ" سال میں چھ شمارے، ہر ادیب شاعر کی دسترس میں رہنے لگا تو انھوں نے توصیفی خط لکھنے شروع کر دیئے۔ چار برس میں "صحیفہ' مستند جریدہ کہلایا۔ میں نے محسوس کیا کہ قاری، ماہناموں اور دوماہی جریدوں میں اس لیے دلچسپی لیتے ہیں کہ ان کی تخلیقات جلد از جلد سامنے آ جاتی ہیں اور تخلیق کار کی ذات کو مکمل کرنے کا سامان بن جاتی ہیں۔"(۳)

یونس جاوید کی علمی، ادبی شخصیت کے زیرِ ادارت صحیفہ نے اپنا ایک علمی، ادبی مقام بنایا۔ انھوں نے طویل مدت تک اس کے لیے کام کیا۔ رسالہ "صحیفہ" سید عابد علی عابد کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ یہ رسالہ "مجلس ترقی ادب" لاہور سے شائع ہوا۔ اس رسالے کا اجرا جون 1957ء میں سید عابد علی عابد کی تحریک و تجویز پر ہوا۔ اس جریدے کے مدیران میں سید عابد علی عابد (بانی مدیر) ڈاکٹر وحید قریشی، احمد ندیم قاسمی، یونس جاوید اور شہزاد احمد تھے۔ "صحیفہ" کے پہلے شمارے میں جن اہلِ قلم کی نگارشات شامل تھیں ان میں فراق گورکھپوری، احمد ندیم قاسمی، انجم رومانی، شہرت بخاری، سید عابد علی عابد، رضی ترمذی، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر محمد باقر اور خادم محی الدین کے نام سرِ فہرست ہیں۔ حکومت مغربی پاکستان نے اردو ادب کی ترقی و ترویج کے لیے ایک لاکھ روپے ابتدائی سرمائے سے 1950ء میں لاہور میں "مجلس ترجمہ" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ اس ادارے کا مقصد یہ تھا کہ غیر ملکی زبانوں کی علمی و ادبی کتابوں کے اردو ترجمے شائع کیے جائیں۔ یہ سرکاری سرپرستی میں ایک ایسا ادارہ تھا کہ جہاں اپنے عہد کے ممتاز و معروف ادیب ایک ساتھ تھے۔ جن میں سیّد امتیاز علی تاج، عبدالمجید سالک، خلیفہ عبدالحکیم، کلب علی خان فائق، پروفیسر حمید احمد خان، یونس جاوید اور سیّد نذیر نیازی اس ادارے سے وابستہ رہے۔ اس ادارے سے یونس جاوید کا تعلق اور رفاقت بہت طویل ہے، کئی چہرے بدلتے رہے مگر انھوں نے بدلتے وقت کے ساتھ اپنی خدمات جاری رکھیں۔ جولائی 1954ء میں "مجلسِ ترجمہ" کا نام بدل کر "مجلس ترقی ادب" رکھ دیا گیا۔ یونس جاوید نے "مجلسِ ترقی ادب" سے اس طویل رفاقت میں اہم کارنامے سرانجام دیئے۔ "صحیفہ" پہلے سہ ماہی تھا پھر اراکین کی مشاورت سے ۶ ستمبر ۱۹۵۶ء میں اسے دوماہی کر دیا مگر بعد میں یہ چھ ماہی ہو گیا۔ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۷ء تک عابد علی عابد اس کے مدیر رہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

"صحیفہ" میں مجلس ترقی ادب کی کارگزاری، شاعری، تبصرے، مقالات وغیرہ شائع ہوتے رہے۔ یونس جاوید کے ذمہ موصولہ مسودات سے متعلق تحریری یا زبانی رائے دینا، مسودات پر نظر ثانی کرنا، ناظم کی ایما پر کسی کتاب پر مقدمہ لکھنا، فارسی مسودات پر نظر ثانی کرنا، پروف پڑھنا اور ساتھی پروف ریڈر کی تربیت کرنا، عروضی اور علم شعر سے آگاہ ہو کر کام کے تسلسل میں معاونت کرنا شامل تھا۔

یونس جاوید نے "مجلس ترقی ادب" میں ملازمت کے دوران اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھایا۔ رسالہ میں چونکہ تحقیقی مضامین و مقالات کم شائع ہوا کرتے تھے لہٰذا اس بات پر غور کیا گیا اور کچھ وقفہ کے بعد انتظامیہ کمیٹی نے رسالے کے مزاج کو تحقیقی بنانے کی خواہش کا اظہار کیا اور یہ تبدیلی رسالے کے لیے مفید ثابت ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نئی تخلیقات کا تعارف دوسرے ممالک کے رسائل و جرائد کے ذریعے ہو رہا تھا۔ یونس جاوید کی انفرادی کوششوں سے "صحیفہ" میں تخلیقی اور تحقیقی مضامین مستقل عنوانات کے تحت شائع ہونے لگے۔ یونس جاوید کے ساتھ ان کے دیرینہ دوست کلب علی خان فائق کی خدمات بھی اس میں شامل ہیں۔ یونس جاوید لکھتے ہیں:

> "میں نے اس دفتر میں سید امتیاز علی تاج اور پروفیسر حمید احمد خان صاحب کے ساتھ کام کیا تھا۔ جنھوں نے مجھے بے حد عزت افزاء مقام دیا تھا اور وہ قاسمی صاحب بھی جنھوں نے چارج سنبھالنے کے تیس دن بعد۔ چیف کالج میں ایک ڈنر کے دوران میں انتظار حسین سے گفتگو کی تھی۔ اس ڈنر میں مجھے بھی دعوت ملی تھی۔ میں ان دو حضرات کے قریب پیچھے کھڑا تھا کہ انتظار صاحب نے پوچھا" قاسمی صاحب دفتر پسند آیا کیسا لگا؟" دو ہی کام کے آدمی ملے ہیں۔ ابھی تک۔۔۔ کلب علی خان فائق اور یونس جاوید۔"(۴)

یونس جاوید نے دوران میں ملازمت "صحیفہ" کے لیے اپنی خدمات جاری رکھیں ان کی شب و روز محنت کے نتیجے میں "صحیفہ" جلد ہی ملک کے ممتاز اور صفِ اول جرائد میں شمار ہونے لگے اور اس کی صورت اس طرح ابھر کر سامنے آئی۔

جمع متکلم اداریہ "انجمن خیالات۔ مقالات" مجلس ترقی ادب کی کارگزاری۔ تازہ ترین مطبوعات پر تبصرہ، کسبِ نور، کسی صنفِ ادب میں سے ایک کتاب کے متعلق مختصر گفتگو اور چند اقتباسات پر اظہارِ خیال (یہ کتاب مجلس کی مطبوعات یا تالیفات میں سے ہوتی تھی) مشاہیر کے بارے میں تحقیقی، تنقیدی مضامین، کلاسیک ادب کی روایت کو زندہ رکھنے کی کاوش، مقالہ نما مضامین کی اشاعت کا سلسلہ اور ملک کے نامور محققین، نقادوں کی آرا پر مبنی مضامین نے "صحیفہ" کو چار چاند لگا دیے۔

کسی بھی رسالہ کے اداریہ کا کوئی عنوان قائم نہیں ہوتا لیکن رسالہ "صحیفہ" میں اس سے پرہیز کیا گیا اور اداریہ کو جمع متکلم کا نام دیا گیا جو سید عابد علی عابد نے کیا۔ یہ رسالہ کسی ایک فرد نہیں بلکہ سب کی رائے اور مشوروں کو مدِ نظر رکھ کر اداریہ تحریر کیا جاتا تھا۔ یونس جاوید کی ادارت میں جب سے "صحیفہ" جاری ہوا انھوں نے "مجلس ترقی ادب" میں نئے لوگوں کے ساتھ فن کے اساتذہ کے مضامین شائع کیے۔ اداریہ میں انھوں نے گزشتہ نمبر اور پیش نظر شمارہ پر پُرزور قلم صرف کیا جس میں مضامین اور ان کے مصنّفین کا تعارف، اس کے ساتھ آنے والے شمارے کے سلسلے میں گفتگو کی گئی۔ سیّد عابد علی عابد کی بے پایاں خدمات اس سلسلے میں ہیں۔ یونس جاوید نے اُن سے بھی اکتسابِ فیض کیا وہ ایک تحریک تھے۔ عابد علی عابد نے اس سلسلے میں ادبی رسائل میں لکھنے کے مختلف طریقے بتائے جو رسائل کو مرتب کرنے والوں کے لیے سنہری اصول ہیں۔ لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

"ادبی رسائل میں لکھنے کا پہلا اور آخری گُر تو یہ ہے کہ آپ لکھنا جانتے ہوں۔ اگر آپ لکھنا نہیں جانتے تو لاکھ کوشش کریں نہ لکھ سکیں گے۔ آپ ضرور کہیں گے کہ اگر لکھنے کا یہی گُر ہے تو پھر ہم نے تقریر کرنے والوں سے سیکھا کیا۔ اس کا جواب ابھی عرض کرتا ہوں عرض یہ ہے کہ تبھی لکھا جا سکتا ہے کہ لکھنے والا پڑھے تو جو گُر میں نے بتایا ہے اس کی غایت یہ ہے کہ نو عمر لکھنے والوں کو پڑھنے پر آمادہ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ مطالعہ باقاعدہ نہیں کریں گے، گرد و پیش کے حالات سے باخبر نہیں رہیں گے۔ دوسرے اچھے لکھنے والوں کے اسلوبِ تحریر پر غور نہیں کریں گے تو جو کچھ آپ لکھیں گے وہ رسالوں کو قبول نہیں ہو گا۔ اگر آپ میں لکھنے کا جوہر موجود ہے تو اس کو جلا دینے کی صورت یہ ہے کہ پڑھیے اور جہاں تک ہو سکے پڑھیے تاکہ ادبی رسالے جس قسم کے مضمون کی فرمائش کریں۔ آپ لکھ کر اِن کے حوالے کر سکیں۔"(۵)

یہ تربیت کے وہ سنہری اصول تھے جن سے یونس جاوید نے سیکھا اور عملی زندگی میں اس سے مدد لی۔ اپنا مقصد اور خیالات کے اظہار کے لیے ضروری ہے کہ اداریہ نویس یا مدیر زبان و بیان پر قدرت رکھتا ہو اور اسے ہر طرح کے اظہارِ بیان پر عبور حاصل ہو تاکہ وہ پوری روانی اور وضاحت سے اپنے خیالات کو سامعین تک پہنچ سکے۔ یونس جاوید کو ان تمام چیزوں پر عبور حاصل تھا۔ اُن میں کام کرنے کا جذبہ اور لگن موجود تھی۔ انہی خوبیوں کی بدولت ایک کامیاب ادیب بنے اِن کو زبان پر ملکہ حاصل ہے۔ ایک مدیر، اداریہ نویس کا فرض صرف یہ نہیں کہ وہ حالات و واقعات کی توضیح کر کے قارئین کو دعوتِ فکر دے بلکہ کئی پہلو ایسے نمودار ہوتے ہیں، جہاں پر مدیر کو آگے بڑھ کر رہنمائی کرنی ہوتی ہے اس کے لیے اعلیٰ فکری صلاحیتوں کا مالک ہونا چاہیے۔ جس معیار پر یونس جاوید پورا اُترتے ہیں۔ ان کی تحریروں اور اندازِ فکر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ قدم قدم پر قارئین اور لکھنے والوں کی رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں۔ مدیر میں تخلیقی صلاحیت جتنی زیادہ ہوتی ہے۔ مدیر اپنی حسین اور دلنشین تحریر کے ذریعے اپنے مقاصد کو بخوبی انجام تک لے جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ فنی چابکدستی، مسلسل مطالعہ اور مشق و ریاضت جو ایک رسالہ کی ادارت کرنے والے شخص کے لیے ضروری چیزیں وہ یونس جاوید میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ان کی صحافتی خدمات سے اردو ادب کو بیش قیمت اداریے، مضامین اور تخلیقات میسر آئیں۔ انھوں نے "صحیفہ" کی ادارت میں تخلیقی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور "صحیفہ" کے لیے اپنی بیش قیمت صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اُس کو ملک کے نامور جرائد کی صف میں لا کھڑا کیا۔ انھوں نے نئے لکھنے والوں کے لیے راہیں متعین کیں۔ مگر اس کے باوجود کاغذی سطح پر ان کے ساتھ جو ظلم روا رکھا گیا وہ یہ کہ ان کی خدمات کا اعتراف نہ کیا گیا اور نہ ہی وہ مقام دیا گیا جس کے وہ مستحق تھے۔ لکھتے ہیں:

"، "صحیفہ" کے منتظمین کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے اور مکھی پر مکھی مارنے والے محققین سے التماس کرنا چاہیے کہ وہ نئے پہلو تلاش کریں، چراغ کی نئی لو تراشیں اور مشکل گرہیں کھولنے میں جرأت کا مظاہرہ فرمائیں۔ منتظمین "صحیفہ" کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ "صحیفہ" کا ناشر کون ہے؟ کس کا نام ابھی تک حکومتی دستاویز میں رقم ہے۔ پریس برانچ جا کر انھوں نے اس گرہ کو کھولنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ ان کی بادشاہت نے انھیں اس زحمت کی اجازت ہی نہیں دی کہ پریس برانچ جا کر دونوں پارٹیاں آمنے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

سامنے بیٹھ کر سمجھوتے کا فارم پُر کریں اور ناشر تبدیل کر کے بہ رضا و رغبت اس معاملے کو صاف کر لیں کہ ابھی تک اس کا ناشر ناچیز یونس جاوید ہے۔"(۶)

"صحیفہ" چونکہ سرکاری سرپرستی میں نکلنے والا شمارہ تھا۔ اس کو شروع سے ہی اعلیٰ قلم کار میسر آئے۔ مجلس ترقی ادب جس کے قیام کا مقصد ہی اُردو کے کلاسیکی ادب اور علوم انسانی پر تالیفات و تراجم شائع کرنا تھا۔ "صحیفہ" میں بھی اس کا خیال رکھا گیا۔ سہ ماہی جریدے میں ملک کے نامور محققین کے مقالے شائع ہوئے۔ سید عابد علی عابد نے اس کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا چونکہ وہ اس کے بانی بھی تھے۔ سیّد امتیاز علی تاج، پروفیسر حمید احمد خان، احمد ندیم قاسمی، کلب علی خان فائق، یونس جاوید، شہزا احمد، فضل حق قریشی، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر وحید قریشی نے اس کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ فہرست طویل ہے مگر یہاں پر اس کو اختصار کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔ "صحیفہ" کی بے لوث خدمت اور ان کی صحافتی خدمات کا احاطہ یونس جاوید ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"میں نے اکتیس سال مجلس ترقی ادب جیسے ادارے میں کام کیا ہے۔ "صحیفہ" کا ایڈیٹر، بڑے بڑے ادیبوں کے مسودات، الفاظ شماری کے لیے بھی بھی مجھے بھجوائے جاتے تھے۔ میں اگر چاہتا تو ان مسودات کے کھلے کھلے صفحات کی الفاظ شماری کر کے ان کا معاوضہ کئی ہزار کم بھی کر سکتا تھا۔ مگر میں اذیت پسند نہیں ہوں بلکہ میں ایثار اور قربانی کو انسان کے بنیادی اوصاف سمجھتا ہوں اور کوشش یہی ہے کہ انسان بننے کی کوشش کرتا رہوں۔ سو، میں ہمیشہ ان ادیبوں، لکھاریوں کے معاوضے کو مکمل انصاف کے ساتھ ایسے صفحات الفاظ شماری کے لیے شامل کیا کرتا کہ ادارے کو کوئی نقصان نہ ہونے پائے، لیکن اگر لکھاری کے معاوضے میں تھوڑا اضافہ بھی ہو جائے تو اسے درگزر کیا کرتا اور یہ کام ترجیحات میں سے اول کیا کرتا۔ یہ جانے بغیر کہ لکھاری کے حالات کیسے ہیں، وہ کون ہے اس سے میرے تعلقات اور تعارف نہ ہونے کے باوجود کوشش یہی ہوتی کہ دفتر کے اخراجات میں رکاوٹ آجائے مگر محنت کش اور لفظوں کے شناوروں کا معاوضہ نہ رُکنے پائے۔"(۷)

یونس جاوید جنھوں نے برسوں "حلقہ ارباب ذوق" میں بیٹھ کر ادب پاروں اور تحریروں کو سنا جس وقت وہ حلقے میں بیٹھتے تھے نہایت خاموشی اور توجہ سے سنتے جس میں صحافی، ادیب، تنقید نگار، محقق شامل ہوتے۔ اس کے علاوہ مجلس ترقی ادب کی ادبی، علمی، تحقیقی فضا نے ان کے شعور کو مزید پختہ کیا اور لکھتے چلے گئے۔ لاہور کے ادبی پس منظر اور وہاں کی صحافتی سرگرمیوں، ادبی سرگرمیوں سے فیض یاب ہو کر ادبی منظر نامے پر ایک گہری چھاپ چھوڑی۔ وہ مادیت پرستی کے بتوں سے ناواقف رہے پھر ان کی ستائش تو دور کی بات ہے۔ ان کے مخصوص مزاج کی وجہ سے کئی بار اُن کو نقصان بھی ہوا۔ دوسروں کو حق لینے کی تلقین کرتے رہے اور اپنا حق لینے سے کتراتے رہے۔ ان کے اس رویہ کی سب سے بڑی وجہ اُن کے اساتذہ کی تربیت تھی۔ یونس جاوید کی تحریروں میں عقائد اور مذہبی فکر ان کے ابتدائی، گھریلو ماحول کی بدولت ہے۔ تحریروں میں اس حوالے سے ان کا رویہ اور الفاظ کافی تلخ ہو جاتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہر کوئی انفرادی طور پر اپنی ذمہ داریوں کو بطور احسن نبھائے تاکہ قطرہ قطرہ مل کر دریا کی صورت اس معاشرے کو اچھا بنا جائے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہمیں اپنے رویوں میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ مذہب ان کے نزدیک ضابطہ حیات ہے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

جس کو اپنانے میں ہی معاشرے اور انسان کی بقا ہے۔ وہ آج کی صحافت، سوشل میڈیا پر دین کی غلط الفاظ سے تشریح اور من گھڑت روایات سن کر دلبرداشتہ ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں جن کی تشہیر کی جاتی ہے۔ وہ ایک محبت کرنے والے انسان ہیں۔ وہ زندگی کے بارے میں کہتے ہیں کہ زندگی میں کوئی بھی مکمل اور مطمئن نہیں ہوتا اور نہ ہی زندگی میں سارا کچھ ملتا ہے۔ اگر کوئی انسان یہ سوچے کہ اس نے اعلیٰ درجے کی کتاب تخلیق کر دی ہے تو وہ مر جائے گا تو زندگی میں "ابھی اور" کی کیفیت ہونی چاہیے۔ تجسس رہنا چاہیے تو جس طرح دوسروں کی زندگی میں خواہشوں کے ناتمام سلسلے ہوتے ہیں ایسے میں ان کے اندر بھی ہیں۔ رومانیت کی پیاس اُن کی تحریروں میں جھلکتی ہے کہ نامکمل اور ناتمام محبتوں کی کہانیاں ہی موضوع بحث رہتی ہیں۔ ان کو ادبی محفلوں میں وقت گزارنا اور صنفِ ادب سے تعلق رکھنے والوں سے ملنا جلنا شروع سے پسند ہے۔ یہی وہ تخلیقی ماحول تھا جس نے ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو اُجاگر کیا۔ علما، ادبا سے مراسم اور پھر ان کی تقلید کرتے تھے۔ اساتذہ کا اندازِ تحریر اور اسلوب، طرزِ بیان ان پر سحر طاری کر دیتا تھا۔ یونس جاوید کی صحافتی خدمات کی فہرست طویل اور قدیم ہے۔ ۱۹۶۰ء میں ان کی ملاقات "مرزا ادیب" سے ہوئی اور اس بہانے "ادبِ لطیف" کے دفتر جانے لگے اسی دوران مرزا کی غیر موجودگی میں اکتوبر ۱۹۶۰ء میں یونس جاوید کو "ادبِ لطیف" کی اشاعت کی ذمہ داری بھی نبھانا پڑی۔ مرزا ادیب کی اجازت کے بغیر اپنی کہانی "پاپا" شائع کر دی جس پر میرزا برہم ہونے اور استعفیٰ بھی بھجوایا۔ یونس جاوید نے اس دوران کئی خطوط معذرت کے بھیجے جس پر مرزا ادیب نے ان کی معذرت قبول کی اور پھر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ یونس جاوید کی دیرینہ فرمائش پوری ہوئی کہ مرزا ادیب کہانی لکھنے کی فرمائش کرنے لگے۔ میرزا ادیب ان کی لکھی کہانیوں اور صحافتی خدمات کے معترف ہوئے اور ان کی تحریروں میں چھپی گہرائی اور حقیقت کو اُنھوں نے بھانپ لیا تو بعد میں "ادبِ لطیف" میں بھی ان کی کہانیاں چھپنے لگیں۔

"دوسرا پہیہ" کا انگریزی ترجمہ پاکستان ٹائمز میں چھپا ہوا ہے۔ "اس رات کا درد" انگریزی اور جرمن میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ "دس نمبریا" گور مکھی میں چھپی۔ "اندھیرا اُجالا"، "پت جھڑ"، "رنجش"، "خوان خواب"، "مٹی بھر آسمان"، "کانٹے"، "تاحد نگاہ"، "سِل"، "شہر نامراد" اور کئی مقبول ڈرامے لکھے۔ یونس جاوید نے ابتدا سے تاحال جن تکنیکوں کا استعمال کیا ہے ان میں بیانیہ، واحد متکلم، آپ بیتی، خاکہ، صیغہ ماضی، خود کلامیہ، فوٹو گرافی، تبصرہ، فلیش بیک، شعور کی رو، آزاد تلازمۂ خیال، سرائیلزم اور علامت جیسی تکنیکیں شامل ہیں۔ یونس جاوید نے سادہ و خوبصورت اور پر تاثیر اسلوب اپنایا ہے۔ ان کی مشاہداتی اور فنی و فکری صلاحیتوں سے بھرپور تحریریں اپنی مثال آپ ہیں۔ یونس جاوید لکھتے ہیں:

> "میں میٹرک کرنے کے بعد انارکلی والی دکان اور اپنے تخت لاہور سے بے دخل کر دیئے جانے پر انتہائی اذیت ناک کیفیت میں مجلس ترقی ادب میں تاج صاحب کے پاس نیا ملازم ہوا تھا۔ کتابوں کے مسوّدات، کمپوزڈ میٹر (Matter) کے ساتھ ملا کر تصحیح کرنا میرا کام تھا۔"(۸)

ان کی تحریروں میں مشکل پسندی کا عنصر شامل نہیں بالکل رواں اور عام فہم تحریریں ہیں۔ معاشرے میں پائے جانے والے حقائق کو بیان تو کرتے ہیں مگر ان میں پائی جانے والی دلچسپی، تحیر، حیرت کی کیفیات کبھی اپنی انتہا کو نہیں پہنچتیں۔ وہ اپنی تحریروں سے پڑھنے والے کو بوکھلاہٹ کا شکار نہیں کرتے۔ البتہ ان کی تحریریں قاری کی ذات میں باطنی حسیّت کا شعور ضرور بیدار کر دیتی ہیں۔ یونس جاوید بڑی حد تک تخلیقی صلاحیت نہ صرف مظاہر حسن پر ارتکاز کرتی ہے بلکہ زندگی کو گل و گلزار بھی کرتی چلی جاتی ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں لاہور کی ادبی فضا، پاک ٹی ہاؤس کی مناظر، رسائل،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

صحائف، جرائد، بیتے دنوں کی یادوں، وہ قیمتی دوست جو یونس جاوید کا اثاثہ تھے۔ اُن کا ذکر ہر تحریر میں مل جاتا ہے۔ ان کی تحریروں سے نہ صرف جاندار معلومات کا حصول ممکن ہوتا ہے بلکہ ان سے ان کی صحافتی خدمات کا بھی تعین کیا جا سکتا ہے۔ لکھتے ہیں:

> "جیتا جگمگاتا لاہور ان سب مسیحاؤں کے دم سے تھا۔۔۔ کہ پاک ٹی ہاؤس مرحوم ہر دم ہمہماتا تھا۔۔۔ شور شرابا اور گرد و غبار نہ تھا، نہ دہشت گردی، نہ خودکش دھماکے، پر سکون دن تھے۔۔۔ ادب چاروں اور تھا۔ اور ایک سے ایک بڑا رسالہ، ادبی معرکوں سے مزین۔۔۔ "ادبِ لطیف"، "سویرا"، "نقوش" اور "پروگریسو پیپرز لمیٹڈ" کے زیرِ سایہ "پاکستان ٹائمز"، "امروز"، "لیل و نہار" اور پھر "داستان گو" یہ سب اخبارات و جرائد نہ تھے مہکے چہکتے لوگوں کی محفلیں تھیں۔ جذبوں کی فراوانی اور آنکھوں میں اُترتے خوابوں کی تعبیریں تھیں۔ ان سب منظروں کو یاد کرنا۔۔۔ ناسٹلجیا ہی سہی پر میرا اپنا آپ بھی تو انھیں سے وابستہ تھا۔۔۔ جو چاند سورج تھے۔۔۔ جانے کہاں چلے گئے کہ ٹی ہاوس قبل از وقت مر گیا۔ محمد صفدر میر، حیات احمد خان، اشفاق احمد، صلاح الدین محمود، انجم رومانی، شہرت بخاری، قیوم نظر، حبیب جالب، امانت علی خان، منیر نیازی، حسن لطیف (موسیقار)، سجاد باقر رضوی، احمد بشیر، سجاد رضوی، جاوید شاہین، سلیم شاہد، سراج منیر، یوسف کامران، قتیل شفائی، احمد راہی، افتخار جالب، عزیز الحق، ناصر کاظمی، جمیلہ ہاشمی، ندرت الطاف، اعجاز حسین بٹالوی اور کبھی کبھی ٹی ہاؤس آنے والے سیّد عابد علی عابد اور بہت فعال اور مستند مظفر علی سیّد، سہیل احمد خان۔۔۔ کتنی رونق۔۔۔ اور کس قدر بینش سمٹ گئی۔"(۹)

یونس جاوید کی کہانیاں، مضامین، کالم دوسرے رسائل میں بھی چھپتے رہے۔ انھوں نے "صحیفہ" سے فکرِ اقبال کے بیش قیمتی موتی چن کر "صحیفہ اقبال" اور "اقبالیات کی مختلف جہتیں" دو کتابیں مرتب کیں جو ایک لحاظ سے اہم تحقیقی کام ہے۔ سید عابد علی عابد جو "صحیفہ" کے بانی تھے۔ وہ اداریہ مجلس مشاورت اور دوسرے محققین کی رائے سے جمع متکلم کے عنوان سے لکھتے تھے۔ مگر اُن کے بعد احمد ندیم ناظم مجلس مقرر ہوئے تو اداریہ اپنے نام کے ساتھ لکھتے رہے۔ مختلف علمی شخصیات کے نام سے "صحیفہ" نمبرز نکالے گئے جن میں اقبال، حالی، شبلی، مکاتیب نمبر کے علاوہ مذہبی، معاشی، معاشرتی، سماجی پہلوؤں پر بھی خصوصی نمبرز نکالے۔ یونس جاوید اپنی تحریروں سے زندگی کے بھرپور کردار تخلیق کیے ہیں۔ ایک خاص اسلوب وضع کرتے ہوئے اعلیٰ پایہ کے فن پارے تخلیق کیے ہیں۔ کسی بھی ادیب کی تحریریں اس کے مشاہدات، تجربات کی دلیل ہوتی ہیں۔ انھوں نے زندگی کے حقائق کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتے ہوئے ان کو ضابطہ تحریر میں لے کر آئے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

حوالہ جات

1۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید "فن صحافت" صفحہ ۱۲
2۔ ڈاکٹر انوار حسن اسرائیلی، صحافت میں مرادآباد کا حصہ، صفحہ ۱۹
3۔ یونس جاوید: "صرف ایک آنسو" دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۲۱ء، ص ۸۸
4۔ ایضاً، ص ۱۲۶
5۔ عابد علی عابد: "صحیفہ" مجلس ترقی ادب، لاہور، شمارہ نمبر ۵۵، جولائی ۱۹۷۱ء، ص ۲۴۹
6۔ یونس جاوید: "صرف ایک آنسو" ص ۹۴
7۔ ایضاً، ص ۱۰۸-۱۰۹
8۔ یونس جاوید: "ذکر اُس پری وش کا" جمہوری پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۶۱
9۔ ایضاً، ص ۲۹۳